

اس میں کلام کرنا شروع کیا
 موبوی کے پاس جب وہ
 کلمات پہنچے تو فرمایا: ”
 کہ یاداں اشعر مرا بہ مدرہ
 کہ بردہ؟“
 ”جو صاحب یہ فرماتے
 داغ فراقِ صحتِ شب کی جلی ہوئی
 اک شمع رہ گئی ہے، سو وہ بھی خاموش ہے
 آتے ہیں غیب سے یہ مضامین خیال میں
 غالب صریح خامہ، نوائے سروش ہے

ہیں کہ مجموعہ پہلا مصرع مبتدا نہیں ہو سکتا، ان سے پوچھا چاہیے کہ
 کیا آپ اس پہلے مصرع میں سے ”ظلمت کدے میں میرے“ اس
 کو مبتدا اور شبِ غم کا جوش ہے، اس کو خبر ٹھہراتے ہیں؟ پس
 اگر یوں ہے تو بھی مدعا حاصل ہے۔ دوسرا مصرع دوسری خبر
 سہی۔ آخر یہ بھی تو مسلمات فنِ نحو میں سے ہے کہ ایک مبتدا کی
 دو بلکہ زیادہ خبریں ہو سکتی ہیں۔

”ہاں ایک قاعدہ اور ہے۔ یعنی جملہ فعلیہ کے ماقبل جو عبارت
 ہوتی ہے، اس کو مبتدا نہیں کہتے۔ اس مطلع کا مصرع ثانی جملہ
 اسمیہ ہے۔ اپنے ماقبل مبتدا کو قبول کرتا ہے۔ اگر ہم نے نظر
 اس دستور پر مصرعِ اول کو مبتدا کہا تو بھی قباحت لازم نہیں آتی
 بہر حال جو وہ صاحب اس پہلے مصرع کو قرار دیں، وہ مجھے قبول
 ہے۔ مگر شعر میرا مہمل نہیں۔ زیادہ اس سے کیا لکھوں؟“

میرے اندھیرے گھر میں شبِ غم کے جوش و شدت کا یہ عالم ہے کہ صبح
 کی علامتیں ناپید ہیں، صرف ایک نشان رہ گیا ہے اور وہ مجھی ہوئی شمع ہے۔
 اندھیرے کی شدت واضح کرنے کے لیے جس شے کو صبح کی دلیل ٹھہرایا، یعنی شمع
 کو، وہ خود مجھی ہوئی ہے، یعنی اندھیرے کے تصور میں اضافہ کرتی ہے۔